سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۷

کیف روحانی کیسے حاصل ہو؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال، کراچی پاکستان
www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

﴾ضروری تفصیل﴿

نامِ وعظ: کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت ظلّھم علینا الیٰ مأۃ وعشرین سنۃ

تاریخ وعظ: ۲۸؍جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۷؍فروری ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: سکونِ دل حاصل کرنے کا طریقہ

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ مطابق اپریل ۲۰۱۲ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشر: کُتب خانہ مظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ○ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ

وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَ كُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا○ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ○

[سورۃ الملک، آیت: ۱ تا ۳]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مبارک ہے وہ ذات، بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں سارا جہان ہے، جس نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تاکہ آزمائش کرلے اپنے بندوں کی کہ وہ اچھے عمل کرتے ہیں یا برا عمل کرتے ہیں اور وہ زبردست طاقت والا اور زبردست مغفرت والا ہے۔

مغرب کی دو رکعات سنتِ مؤکّدہ بھی اوّابین میں شامل ہیں

اس وقت میں یہ عرض کررہا ہوں کہ میں اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مغرب کی اوّابین میں دیکھا کرتا تھا کہ وہ دو رکعت نفل ایک جگہ پڑھتے تو دو رکعت ذرا سا ہٹ کے پڑھتے تھے، پھر تھوڑا سا کھسک کے دو رکعت پڑھ لیتے تھے، یعنی جگہ بدل بدل کر مختلف جگہوں پر نفل پڑھتے تھے۔ یہاں پر ایک مسئلہ بھی عرض کردوں کہ اگر کسی کو ضعف ہے تو دو رکعت سنتِ مؤکدہ بھی اوّابین میں شامل ہیں اور ضعف ہو یا نہ ہو مسئلہ تو علم میں رہنا چاہیے یعنی اگر کوئی تین رکعت مغرب کے فرض پڑھ لے پھر دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ لے، اس

کے بعد چار رکعت نفل پڑھ لے تو اس کی دو رکعت سنت مؤکدہ بھی اوّابین میں شامل ہوجائے گی اور قیامت کے دن اس کا چھ رکعت اوّابین پڑھنے والوں میں شمار ہوگا۔احادیث کے الفاظ بھی یہی بات بتاتے ہیں:

((مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ الخ))

(سنن الترمذی، ج: ۱، ص: ۲۰۹)

یعنی جو فرض نماز پڑھنے کے بعد چھ رکعات پڑھے تو اس میں سنت مؤکدہ بھی شامل ہے، لیکن اگر کوئی زیادہ پڑھنا چاہے تو اس کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ اوّابین کی بارہ رکعات بھی ثابت ہیں اور بیس رکعات بھی ثابت ہیں۔

تھوڑا لیکن ضروری عمل نجات کے لئے کافی ہے

یہ ضروری بات اس لیے عرض کردی کہ بعض وقت نفس زیادہ عمل کے خوف سے تھوڑا عمل بھی چھڑوا دیتا ہے بلکہ شروع ہی نہیں کرواتا جیسے سترہ رکعت کے خوف سے بہت سے لوگ عشاء کے فرض بھی نہیں پڑھتے، کہتے ہیں کہ میاں! سترہ رکعات کون پڑھے۔کرکٹ کھیلنے کے لیے تو ان کے پاس وقت ہوتا ہے، اس وقت تو گھڑی بھی نہیں دیکھتے، اس وقت تو ان کو ایسا مزہ آتا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو لیکن نماز میں پتہ چلتا ہے کہ بڑی بھاری ہے، اور نماز واقعی بھاری ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ نماز بہت بھاری ہے:

﴿اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾

[سورۃ البقرۃ، آیت: ۴۵]

نماز بہت بھاری ہے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان پر بھاری نہیں ہے بلکہ ان کی زندگی کی لذت اور حیات اسی پر موقوف ہے جیسے سانپ کو پانی میں رہنا بھاری ہے لیکن مچھلیوں کو پانی میں رہنا بھاری نہیں ہے۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دائم اندر آب کارِ ماہی است
مار را با او کجا ہمراہی است

خدا کو ہر وقت یاد رکھنا اللہ کے عاشقوں کا کام ہے

جس طرح ہر وقت پانی میں رہنا مچھلیوں کا کام ہے اسی طرح ہر وقت خدائے تعالیٰ کی یاد میں رہنا اللہ والی مچھلیوں کا کام ہے یعنی اللہ والی روحوں کا کام ہے جو حق تعالیٰ کی عاشق ہیں ورنہ سانپ کو مچھلی کا مقابلہ کرنے کی کہاں سے جرأت ہو سکتی ہے، مار معنیٰ سانپ کے ہیں جیسے کہتے ہیں یہ مارِ آستین ہے یعنی آستین کا سانپ ہے، اس سے ڈرو۔ تو مار یعنی سانپ کو مچھلی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور پانی میں ہر وقت رہنے کی طاقت کہاں سے آسکتی ہے، کیونکہ اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے اور زہر کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کو ڈستا پھرے اور مچھلیاں جو ہیں وہ بالکل خیر ہیں، سوائے کانٹے کی ایک کنگھی کے، لیکن پھر بھی وہ کھائی جاتی ہیں لیکن اگر سانپ کو کوئی کھائے گا تو مر جائے گا، تو مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ پانی میں ہر وقت رہنا انہیں کا کام ہے اور سانپ کو مچھلی کے برابر کہاں ہمراہی اور رفاقت نصیب ہو سکتی ہے۔ اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ والوں کو فرماتے ہیں ؂

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال

اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب کی گہرائیوں میں یہ مچھلیاں یعنی اللہ والے اتنا ذکر کرتے ہیں کہ ان کے پاس نور کا دریا بہتا ہے۔ اس سے متعلق ایک شاعر کا شعر ہے ؂

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفاء کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

کثرتِ ذکر قربِ الٰہی کا موجب ہے

جو جتنا زیادہ خدا کو یاد کرتا ہے اتنا ہی اس کا دریائے قربِ خدا گہرا ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی اس کے دریا میں زیادہ پانی آتا ہے اور دریا جتنا گہرا ہوگا مچھلیاں اس میں اتنی ہی عافیت سے رہیں گی، اگر کوئی کم پانی والا مثلاً دو چار فٹ گہرا ندی نالہ ہے تو معمولی سی گرمیوں میں ہی مچھلیاں بے ہوش ہوجائیں گی کیونکہ سورج کی شعاعیں پانی کو گرم کردیتی ہیں لیکن جو گہرے دریا ہیں ان کی گہرائی میں گرمیوں کے مہینوں یعنی اپریل، مئی، جون میں بھی سورج کی شعاعیں نہیں پہنچتیں۔ گرمیوں کے ان مہینوں کے بارے میں اکبر الٰہ آبادی کا ایک شعر یاد آگیا ؎

پڑجائیں ابھی آبلے اکبرؔ کے بدن میں
پڑھ کر جو کوئی پھونک دے اپریل، مئی، جون

سنا آپ نے اس ظالم نے کس قدر زبردست تعبیر کی ہے۔ دیکھو! شاعر بھی بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ اب بتایئے! کیا شان ہے یعنی اپریل، مئی، جون کی گرمی کو اکبر اس طرح بیان کررہے ہیں کہ میاں وہ اتنی شدید ہوتی ہے کہ اگر تم ان کے نام ہی ہم پر پڑھ کے پھونک دو تو بدن پر آبلے پڑ جائیں۔ تو اگر گرمیوں میں دریا کا اوپر کا حصہ گرم ہوجائے تو مچھلیاں دریا کی گہرائیوں میں ٹھنڈے پانی میں پہنچ جاتی ہیں لیکن جس دریا میں پانی ہی کم ہو تو وہ حوادث سے متأثر ہوجاتی ہیں۔ ایسے ہی جب کمزور ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرنے والوں پر دنیا کے حوادث آتے ہیں، آفتیں آتی ہیں، مصیبتیں آتی ہیں تو وہ بدحواس ہوجاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ذکر کا گہرا دریا نہیں ہوتا کہ وہ ٹھنڈک میں جاکر، گوشۂ خلوت میں جاکر دو رکعت پڑھیں اور اللہ سے روئیں۔ لیکن

جنہوں نے عافیت میں اللہ کو کم یاد کیا تو اگر ان کو تکلیفوں میں اللہ کو یاد کرنے کی توفیق ہو جائے تو یہ بھی بڑی غنیمت ہے بلکہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

[سورۃ الاحزاب، آیت: ۱]

یعنی ہمیں کثرت سے یاد کرنا۔ اور کم یاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ ذرا ان کا لقب بھی دیکھ لو کہ ان کو کیا ڈگری ملی، ان کے لیے فرماتے ہیں:

﴿لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

[سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۲]

منافقین اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا تاکہ مسلمان انہیں حقیر نہ سمجھیں یعنی منافقین صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

نفل نماز جگہ بدل بدل کر پڑھنے کی دلیل

تو اس پر بات ہو رہی تھی کہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نفلوں کو چاہے تہجد کی ہوں یا اوّابین کی جگہ چھوڑ چھوڑ کر پڑھتے تھے۔ اس وقت میرے ذہن میں اس کی کوئی دلیل نہیں تھی لیکن جب علامہ شمس الدین سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مبسوط'' دیکھی جو پندرہ جلدوں میں ہے اور اس کے تیس اجزاء ہیں، ایک ایک جلد میں دو دو جزء ہیں۔ علامہ شمس الدین سرخسی کو حاکمِ وقت نے ناراض ہو کر ایک گہرے کنوئیں میں قید کروا دیا تھا اور انہوں نے اسی کنوئیں میں بیٹھ کر بغیر کسی کتب خانے کے فقہ کی اس عظیم کتاب یعنی ''مبسوط'' کی تیس جلدیں لکھ ڈالیں۔ جب وہ کچھ لکھ لیتے تھے تو ان کے شاگرد کنویں کے اوپر سے وہ اوراق اٹھا لیتے تھے۔ تو علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ عبادتوں میں تھوڑی تھوڑی

جگہ بدلتے جاؤ تاکہ تمہارے خیر اور نیکوں کے گواہوں کی تعداد بڑھ جائے، تو اب پتہ چل گیا کہ فرض نماز کے بعد منتشر ہوجانے کا حکم کیوں ہے یعنی امام بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور مقتدی بھی اپنی جگہ سے اِدھر سے اُدھر ہوجائیں، صفیں بالکل منظم نہ ہوں تاکہ دیکھنے والا یہ نہ سمجھے کہ ابھی فرض نماز کی جماعت ہورہی ہے۔ اسی طرح اگر کبھی اللہ کی یاد میں رونا نصیب ہوجائے تو آنسو بھی جگہ بدل بدل کے، جگہ چھوڑ چھوڑ کے گراؤ۔ اس پر ایک شاعر کا شعر یاد آ گیا ؎

آنسو گرا رہا ہوں جگہ چھوڑ چھوڑ کے
دیوانہ بھاگا جائے ہے زنجیر توڑ کے

کبھی اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت بندوں کو نصیب ہوجاتی ہے کہ وہ دنیا کے تعلقات سے رسی تڑا کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں ؎

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

غلط طریقہ سے نماز پڑھنے پر اس کو دُہرانا واجب ہے

تو میں عرض کررہا تھا کہ عشاء کی سترہ رکعات کے خوف سے کالج کے نوجوان لڑکے یا پروفیسران جو ابھی عبادت کے عادی نہیں ہیں گھبرا جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ اتنی زیادہ رکعات پڑھنے سے تو بہتر ہے کہ سوجاؤ اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو اس طرح پڑھتے ہیں کہ رکوع سے پورے نہیں اٹھتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں، رکوع سے ذرا سے اٹھے، پینتالیس ڈگری کا زاویہ بنایا جبکہ رکوع سے بالکل سیدھے کھڑے ہونا یعنی نوّے ڈگری کا زاویہ بنانا واجب ہے لیکن وہ وقت بچاتے ہیں کیونکہ سترہ رکعات کا خوف طاری ہے، سترہ رکعات کے خوف سے کہ سونے میں دیر ہورہی ہے جلدی جلدی نماز پڑھتے ہیں، چاہتے

ہیں کہ رکوع سے سیدھا کھڑے ہونے میں دو چار سیکنڈ بچائیں تاکہ ہر رکعت میں چند سیکنڈ بچ جائیں۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھے نہیں بیٹھتے کیونکہ سونے کی تیاری کرنی ہے کہ جلد سو جائیں۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ یہ معاملہ ہے۔ دنیا کے ہر کام میں تو اطمینان ہے، کہتے ہیں کہ صاحب ذرا اطمینان سے بات کیجئے، لاہور سے کوئی بزنس مین آجائے اور کہے کہ جلدی جلدی آرڈر لکھو تو کہتے ہیں کہ صاحب! جلدی کیا ہے ذرا چائے تو پی لو کہیں گھبراہٹ میں آرڈر کم نہ لکھا جائے یا کہتے ہیں کہ ذرا بوتل لے آنا بھئی! یا کہتے ہیں کہ ٹھنڈا پیو گے یا گرم؟ افوہ! دنیا کے کاموں کے لیے اتنا اطمینان اور اللہ کی عبادت میں اتنی گھبراہٹ اور پریشانی کہ جلدی جلدی نماز پڑھی جائے۔ مسئلہ سمجھ لیجئے کہ جو دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا نہیں بیٹھتا اس کی نماز نہیں ہوتی، دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔

عشاء میں بجائے ۱۷رکعات کے ۹رکعات پڑھنا کافی ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جو عشق و محبت میں ابھی کمزور ہیں ان کو سترہ رکعات کی دہشت مت دلاؤ، ان سے نو رکعات پڑھواؤ اور میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تہجد تو خوب پڑھتے تھے مگر عشاء میں نو ہی رکعات پڑھتے تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو سترہ رکعات پڑھ رہے ہیں وہ چھوڑ دیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو سترہ کے خوف سے پاسنگ نمبر بھی نہیں لے رہے ہیں اور عشاء کے فرض بھی چھوڑ دیتے ہیں یا سترہ رکعات کے خوف سے نماز کو اس بری طرح سے پڑھتے ہیں جس کا دُہرانا واجب ہوتا ہے اور ان کی نماز ہی ضائع ہوجاتی ہے ان سے گذارش ہے کہ نو رکعات پڑھنے سے ان شاء اللہ جنت مل جائے گی یعنی چار فرض، دو سنتِ مؤکدہ اور تین وتر پڑھ لیجیے۔

نماز میں دل لگانے کا ایک عجیب مراقبہ

مگر پورے اطمینان وسکون اور اس دھیان سے پڑھئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں، سجدے میں، رکوع میں ہر وقت یہ سمجھئے کہ آج میری روح اللہ کی رحمت سے رکوع میں ہے، آپ تو اپنے جسم پر نظر رکھتے ہیں حالانکہ اصل میں روح ہی رکوع کر رہی ہے، اگر جان نکل جائے تو دیکھوں کہ کون رکوع کرتا ہے، تو جب رکوع کیجئے تو سوچئے کہ میری روح اس وقت جسم کی سواری کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہے اور جب سجدہ کیجیے تو یہ سوچئے کہ میری روح ساجد ہے، ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ'' میری روح کہہ رہی ہے، سر کی حرکت، زبان کی حرکت روح ہی سے ہے اور یہ بھی سوچئے کہ یہ میری آخری نماز ہے جیسے پچھلے جمعہ ایک مراقبہ بتایا تھا کہ جب نیت باندھو تو سمجھ لو کہ میرا جنازہ باہر رکھا ہوا ہے اور مؤذن نے اعلان کر دیا کہ نماز کے بعد فلاں صاحب کا جنازہ ہوگا اور دل میں اپنا نام سوچ لو اور سوچ لو کہ اب دوسری نماز نہیں ہے، یہی آخری نماز ہے، ان شاء اللہ اس طرح نماز میں دل لگ جائے گا اور وسوسے بھی نہیں آئیں گے، یہ بہت عجیب مراقبہ ہے۔

امت کو بشارت سے دین پر لائیں

اس طریقہ سے اصلاح اور تربیت اور دین کی دعوت دو کہ امت پر گراں نہ گذرے، اس امت کو بشارت سے دین پر لے کر آؤ، اس پر گرانی مت کرو کہ ایک دم سے بہت زیادہ وظیفے بتلا دیئے، پہلا ہی سبق اس کو ایم ایس سی کا دے دیا، جس نے ابھی اے بی سی ڈی بھی نہیں شروع کی اس کو پہلے ہی دن کہہ دیا کہ اتنے تہجد اور اوّابین بھی پڑھو۔ نہیں، پہلے فرض، واجب اور سنت مؤکدہ پڑھواؤ اس کے بعد دھیرے دھیرے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے

کے لیے تھوڑا سا وظیفہ بھی بتادو یعنی کچھ وٹامن سی، ڈی اور سیرپ بھی پلاتے رہو، پھر جب طاقت آجائے گی تو خود ہی بھاگے گا۔ اب ایک ٹائیفائڈ کا مریض لیٹا ہوا ہے، چالیس دن کا بخار ہے، کمزور ہوگیا ہے، اس کو کہو کہ بھاگو، وہ کیسے بھاگے گا، بھاگے گا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ ہاں جب وہ صحت مند ہوجائے پھر اس کو خمیرہ چٹاؤ، بادام کھلاؤ، گلوکوز چڑھاؤ تب وہ ایسا بھاگے گا کہ آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔

دل میں اللہ کی محبت پیدا ہونے کی علامات

جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوگی تو آپ تلاش کریں گے کہ اپنی جان کو کس طرح سے خدا پر فدا کریں، کب وقت آئے گا کہ تلاوت کریں، کب وقت ملے گا کہ تسبیح کے لیے اللہ تعالیٰ کی یاد میں گوشۂ سکون میں بیٹھیں، پھر خواجہ صاحب کی طرح یہ شعر پڑھیں گے ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

جب بندہ اللہ کی یاد میں روتا ہے تو اس کو اپنے آنسو اتنے قیمتی معلوم ہوتے ہیں، اتنے قیمتی معلوم ہوتے ہیں کہ اس کی زبان سے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر نکلتا ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے خدا کے خوف اور محبت سے اپنے آنسوؤں کے متعلق فرمایا تھا کہ ؎

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ وہ ہوتے مرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستیں ہوتی

یعنی خدا کے عاشقین اور اولیاء اللہ جب اپنے آنسوؤں کو اپنی آستین سے پونچھتے ہیں تو اپنی آستین کو کہکشاں سے بہتر پاتے ہیں بلکہ کہکشاں خود ان

کی آستین پر رشک کرتی ہے۔

مال کی کثرت فخر کی چیز نہیں ہے

اگر کسی کو کاروبار میں پچاس ہزار روپے کا فوری نفع ہوجائے یا کسی کاروبار میں ایک لاکھ روپے مل جائیں تو وہ مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا کہتا ہے کہ آج کا دن میرے لیے بڑی خوش قسمتی کا دن ہے، ارے بھئی! اس میں فخر کی کیا بات ہے؟ کیا آج یہ بیس روٹی کھالے گا، چار پانچ جوڑے اکھٹے پہن لے گا، تین چار کاریں اکھٹی استعمال کرلے گا اور تین چار بلڈنگوں میں ایک ہی وقت میں رہ لے گا؟ ارے بھئی! وہی تین روٹی کھاؤ گے چاہے دس لاکھ کمالو، وہی ایک جوڑا کپڑا پہنو گے، ایک ہی کمرے میں رہو گے، ایک ہی چار پائی پر سوؤ گے، دس بیس چار پائیوں پر نہیں سو سکتے، باقی چیزیں دوسرے استعمال کریں گے، ایک سے زیادہ مکانوں میں دوسرے مزے کریں گے، بہت زیادہ روٹیاں، شامی کباب اور بریانی پکواؤ گے تو دوسرے کھائیں گے، اگر کسی کو خدانخواستہ اللہ بچائے السر ہے یا کوئی اور بیماری ہے تو وہ کہتا ہے کہ ارے صاحب! آپ کھایئے، آپ لوگ میرے مہمان ہیں، میں تو معذور ہوں، ڈاکٹروں نے مجھے کہا ہے کہ بس تھوڑا سا جو کا پانی پی لیا کیجیے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کھلائے تب کھا سکتے ہو، اللہ ہنسائے تب ہنس سکتے ہو، اسی کی رحمت سے آدمی مسکراتا ہے، اگر خدا نہ چاہے تو زندگی بھر مسکرانا بھی نصیب نہ ہو، ایسے غم، ایسی پریشانیوں کے شکنجے میں مبتلا ہوجائے کہ کہیں امان نہ ملے۔اسی لیے کہتا ہوں کہ اپنی عقل سے مت کام لو۔

عقل سے کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خیز اے نمرود! پر جو از کساں

اے نمرودو! پر تلاش کرو کیونکہ سیڑھیاں لگانے سے تم اللہ تک نہیں پہنچو گے۔ نمرود نے ایک سیڑھی بنائی تھی اور چاہتا تھا کہ میں بغیر پیغمبر کی مدد کے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لائے بغیر اللہ تک پہنچ جاؤں گا، تو کیا وہ اللہ تک پہنچا؟ نہیں! بلکہ مردود ہو گیا۔ تو جو اپنی عقل سے خدا تک پہنچنا چاہتے ہیں ان سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں ۔

خیز اے نمرود پر جو از کساں
نردبانے نائیدت از کرگساں

اے نمرود! اے تکبر والو! اللہ والوں سے پر تلاش کرو کیونکہ تم ان کے پروں ہی سے اُڑ سکو گے، کرگس اور گِدھوں کے پروں سے تم اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکو گے، جس نفس سے تم محبت کر رہے ہو وہ کرگس یعنی گِدھ کی طرح مردہ کھاتا ہے، گدھ کیا کام کرتے ہیں؟ وہ کسی مردہ کو ڈھونڈتے ہیں اور جہاں کہیں مردہ پڑا ہو تو اس کے پاس چلے جاتے ہیں تو تمہارا نفس بھی تمہیں مُردوں یعنی ان فانی حسینوں کے پاس لے جائے گا جو ایک دن مرنے والے ہیں پھر تمہیں بھی مرنے والوں پر قربان کرادے گا۔ اس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۔

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

دنیا میں بھی اللہ والوں کے سوا کسی کو چین حاصل نہیں

تمہاری اپنی لاش بھی لاشے ہونے والی ہے اور تم جن لاشوں پر فدا ہو رہے ہو وہ بھی لاشئ ہونے والے ہیں، یہ چند دن کی پر چھائیاں، چند دن کے سائے ہیں جو آج زمینوں پر نظر آرہے ہیں، ایک دن دیکھو گے کہ یہ جسم جو آج

مسجد میں بیٹھا ہوا ہے، پچاس ساٹھ سال کے بعد ان سب کو آپ قبرستانوں میں دیکھیں گے، اخترؔ بھی اس میں شامل ہے، آپ بھی شامل ہیں۔ اس لیے آج اخترؔ اپنے کو بھی شامل کرتے ہوئے زمین کے اوپر والوں سے درد بھرے دل سے یہ گذارش کررہا ہے کہ ایک دن زمین کے نیچے بھی جانا ہے اور زمین کے اوپر کی تمام چیزوں سے تعلق کٹنا ہے، تم چاہو گے بھی کہ نہ مروں مگر مرنا پڑے گا، تم چاہو گے کہ میں اپنی بلڈنگ دیکھتا رہوں، اپنے بال بچوں کو دیکھتا رہوں، کاروبار کو دیکھتا رہوں لیکن ایسا نہیں ہوسکتا، ایک دن تمہیں ان تمام چیزوں سے کٹنا پڑے گا اور اللہ کے پاس جانا پڑے گا، وہاں یقینی طور پر پیشی ہے۔

اور میں تو اب نزول کرکے یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں بھی چین حاصل نہیں ہے سوائے اللہ والوں کے اور اللہ والوں کے غلاموں کے اور اللہ اللہ کرنے والوں کے، جس نے خدائے تعالیٰ کو زیادہ یاد کیا وہ زیادہ چین میں ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ آئے تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تھرمامیٹر کو استعمال کرو۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یقین نہ آئے کہ اللہ والے بڑے چین میں ہیں اور اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے تو اگر ابھی ذِکر کی توفیق نہیں ہے تو چین حاصل کرنے والوں کے پاس جاکر دیکھو، جو خدائے تعالیٰ کے ذِکر سے چین پاچکے ہیں اور کیسے دیکھو؟ یک طرفہ فیصلہ نہیں کرو، ہوسکتا ہے شیطان کان میں کہے کہ تم نے دیکھا کہاں ہے کروڑ پتیوں کو، تم تو ملاؤں کے ہاتھ میں پڑ گئے تو سمجھتے ہو کہ شاید انہیں لوگوں کے پاس چین ہے، ذرا کچھ دن کروڑ پتیوں میں بھی رہ کر دیکھو۔

عشقِ مجازی خدا کی رحمت سے دوری کا سبب ہے

تو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ پہلے چند دن بادشاہوں کے پاس رہ کر دیکھ لو کہ ان

کے پاس کتنا چین ملتا ہے پھر کچھ دن لکھ پتیوں، کروڑ پتیوں کے پاس رہ لو، کچھ دن بلڈنگ والوں کے پاس رہ لو، کچھ دن ان جوانوں کے پاس بھی رہ لو جو ٹیڈیوں سے نظریں خراب کر رہے ہیں، سینما اور وی سی آر اور ٹیڈیوں میں اپنی زندگی اور جوانی کو برباد کر رہے ہیں، معشوق کی بھی صحت خراب ہے اور ان کے ساتھ عاشق کی بھی صحت خراب ہے اور دونوں پر خدا لعنت بھی ہوتی ہے اور یہ یکطرفہ لعنت نہیں ہے بلکہ دیکھنے والوں پر بھی لعنت اور دِکھانے والی عورتوں پر بھی لعنت اور لعنت کے معنیٰ کیا ہیں؟ آج اس لفظ کے معنیٰ بھی آپ جان لیجئے کہ لعنت کے معنیٰ کیا ہیں، سب لوگ کہتے ہیں کہ ارے! لعنت ہو تجھ پر لیکن لعنت کے معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری، لہٰذا خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا عذاب یہ ہے کہ صحتِ جسمانی بھی خراب ہے اور دل میں بھی پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں کیونکہ جب پری آئی تو شانی بھی آئی، پریشانی میں پری بھی موجود ہے، جس نے پری سے دل لگایا تو فوراً شانی بھی آجاتی ہے پھر وہ مل کر پریشانی بن جاتی ہے لہٰذا کوئی عاشقِ مجاز چین سے نہیں ہے۔

خدا کے نافرمان کی زندگی تلخ کردی جاتی ہے

الحمد للہ! بہت سے نوجوان بچے میرے ہاتھوں پر بیعت ہیں، بنگلہ دیش، ہندوستان، پاکستان جہاں بھی سفر ہوتا ہے جب کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ مجھے بدنگاہی کا مرض ہے، عورتوں اور لڑکوں کو بری نظر سے دیکھنے کا مرض ہے، ٹیڈیوں کو دیکھ کر میرا دماغ خراب ہوجاتا ہے، مجھے گندے گندے خیالات آتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کچھ اور گناہوں کی بھی عادت ہے تو میں ان سے ایک بات کہتا ہوں کہ تمہاری بات سن کر دل میں فوراً ایک آیت آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میری نافرمانی کرے گا میں اس کی زندگی کو تلخ اور کڑوی

اور پریشان کردوں گا۔ تو اختر ان سے فوراً یہ پوچھتا ہے کہ خدا کی قسم کھا کر کہو، قرآن سر پر رکھ کر کہو کہ گناہ کرنے کے بعد تم کو پریشانی آتی ہے؟ دل میں بے چینی پیدا ہوتی ہے یا تمہیں چین ملتا ہے؟ واللہ! میں قسم کھا کر مسجد میں کہتا ہوں کہ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ نافرمانی کی راہوں سے مجھے بڑا سکون ملتا ہے، ہر شخص نے یہی کہا کہ مجھے چین نہیں ہے، پریشان ہوں، مارفیا کا انجکشن لگا رہا ہوں، کوئی کہتا ہے کہ ویلئم فائیو کھا رہا ہوں، جن ملکوں کو لوگ ترقی یافتہ کہتے ہیں آج ان ملکوں میں دیکھو کہ کتنی خودکشیاں ہو رہی ہیں، کتنے لوگ حرام موت مر رہے ہیں، عشق بازی میں اسی طرح اموات آتی ہیں۔

حصولِ ولایت کا دارومدار صحبتِ اہل اللہ پر ہے

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اطمینان کا راستہ چاہتے ہو، زمین کے اوپر بھی زمین کے نیچے بھی، قبروں میں بھی، پل صراط پر بھی، میدانِ محشر میں بھی بلکہ جنت تک تو اللہ کے بن جاؤ، خدا کے ہو جاؤ، نفس سے دور ہو جاؤ، غلاموں کی غلامی چھوڑ دو، نفس تمہارا غلام ہے لہٰذا نہ نفس کی بات مانو نہ شیطان کی بات مانو، معاشرہ اور کائنات کو بھی مت دیکھو کہ دنیا سینما دیکھ رہی ہے چلو ہم بھی دیکھ لیتے ہیں، کوئی زہر کھا رہا ہے تو اس کی نقل مت کرو، کوئی کنوئیں میں اور گٹر میں گر رہا ہے اس کی نقل مت کرو، دیکھا دیکھی سے کام مت کرو، یہ دیکھو کہ زہر کھانے والوں کا حال کیا ہو رہا ہے لیکن اس دلدل سے نکلنا، نفس کے شکنجوں سے اور نفس کے دست و بازو سے اپنی جان کو اور روح کو چھڑانا آسان نہیں ہے ورنہ ہر شخص ولی اللہ ہو جاتا۔

راہِ سلوک اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر طے نہیں ہو سکتی

نفس کے چنگل سے نکلنے کا ارادہ تو بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ مولانا

رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ چلو آج ہرن کا شکار کریں۔

سوئے آہوئے بصیدی تافتی

خویش را در صید خو کے یافتی

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکاری ہرن کا شکار کرنے چلا، اسی طرح تم لوگ بھی سلوک طے کرنے چلے، سالک بن گئے، مرید بھی ہوگئے، اللہ والوں کے پاس بھی جانے لگے مگر فرماتے ہیں کہ تم چلے تھے ہرن کا شکار کرنے مگر ایک جنگلی سور کے دانتوں میں اور جبڑوں میں تم اپنے کو پا رہے ہو کہ وہ تمہیں دانتوں سے چبا رہا ہے، جنگلی خنزیر جنگلی سور کو پتہ چل گیا کہ یہ ہرن کا شکاری ہے، ہرن کے شکار کے لیے جا رہا ہے۔ ہرن کے کباب بڑے مزے دار بنتے ہیں، حلال جانور ہے۔تو اچانک جھاڑی سے ایک جنگلی سور نکلتا ہے اور اس شکاری کو منہ میں رکھ کر چبانا شروع کر دیتا ہے، اب وہ حیران ہوتا ہے کہ یا خدا! میں تو ہرن کے شکار کے لیے نکلا تھا کیا پتہ تھا کہ میں ایک جنگلی سور کے منہ میں ہوں گا، اب وہ مجھے چبا رہا ہے، دانتوں سے پیس رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

تیر سوئے راست پرّا نیدۂ

سوئے چپ رفتست تیرت دیدۂ

تم نے تیر چلایا داہنی طرف لیکن وہ جا رہا ہے بائیں طرف یعنی تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی، ناز و تکبر اختیار کیا، اپنے اسباب و تدبیر پر بھروسہ کیا، تم نے اللہ سے مدد نہیں مانگی لہٰذا جب ہوا میں دائیں طرف تیر چلایا تو ادھر سے ایک ہوا آئی اور تمہارا تیر بائیں طرف چلا گیا اور تمہارا جو مقصد تھا وہ ختم ہوگیا۔

گناہوں کی نحوست کے اثرات

بعض اوقات گناہوں کی نحوست سے دل اس قدر تاریک ہوجاتا ہے کہ حق بات کو نہیں پہچانتا پھر اس پر اللہ کی قضاوقدر کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے، اللہ کی صفتِ انتقام کا ظہور ہوتا ہے اور اسے بری بات اچھی اور اچھی بات بری لگتی ہے۔اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

گہ نماید روضہ قعرِ چاہ را

گہ چوں کابوسے نماید ماہ را

کنوئیں کی گہرائی میں تاریکی، بدبودار پانی اور چمگادڑوں کی گندگی ہے مگر شیطان اس کو دکھاتا ہے کہ وہ بہت عمدہ باغ ہے تو جس شخص کی ذلت ورسوائی کا خدا فیصلہ کرلیتا ہے اس کے گناہوں کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لینے کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اس کو کنوئیں کی تاریکی اور گندی جگہ میں بڑا مزا آتا ہے کہ کیا عمدہ باغ لگا ہوا ہے، چلو گر پڑو اس کے اندر، ابھی تو گٹر کا ڈھکن کھلا ہوا ہے لہٰذا کود پڑو اس میں ؎

گہ چوں کابوسے نماید ماہ را

اور کبھی شیطان چاند جیسی شکلوں کو ڈراؤنا بھوت جیسا دِکھاتا ہے۔اس لیے کہتا ہوں کہ خدا کی صفتِ انتقام سے ڈر کر رہو کیونکہ گناہوں کی وجہ سے عقل مسخ ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ خود کسی کو ایسا نہیں کرتے، یہ گناہوں کا انجام ہوتا ہے، پھر کیا ہوتا ہے کہ چاند جیسی شکل ڈراؤنی اور چڑیل جیسی نظر آتی ہے اور کنوئیں کی گندگی اور غلاظت عمدہ اور خوشنما باغ دکھائی دیتی ہے۔سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل چاند سے بھی بڑھ کر ہے لیکن ابوجہل کہتا تھا کہ دنیا میں ایسی بری شکل میں نے کہیں نہیں دیکھی، معاذ اللہ! اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے

تھے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں سورج چلتا ہوا نظر آتا ہے، ایسا نور اور ایسی چمک کہ بس کیا کہیں۔ ابوجہل سے کفر کی سزا، اس کی بغاوت کی سزا کے طور پر خدا نے انتقام لینے کا فیصلہ کرلیا تھا لہٰذا اللہ سے پناہ مانگو کہ ہمارے بارے میں خدائے تعالیٰ کوئی ایسا فیصلہ نہ فرمادے۔ چنانچہ گناہوں سے استغفار کرنے میں دیر مت کرو، جلدی سے توبہ کرکے معافی مانگو تاکہ ہمارے گناہوں کے زہر کاری ایکشن نہ ہو، نافرمانی کرکے چین سے مت بیٹھو، ہوسکتا ہے کہ ردِّعمل اور ری ایکشن ہوجائے اور حق تعالیٰ سوءِ قضاء نافذ فرمادیں، اس وقت تمہاری یہ حالت ہوگی کہ چاند بری شکل کا نظر آئے گا، اللہ والے تمہیں برے نظر آئیں گے، اور بدمعاش لوگ بڑے اچھے معلوم ہوں گے۔

باطل سے بچنے اور راہِ حق پر چلنے کے لیے ایک مسنون دعا

تو شامتِ اعمال سے نظر بدل جاتی ہے اچھی چیز بری اور بری چیز اچھی لگنے لگتی ہے لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک دعا سکھائی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ))

(تفسیر ابن کثیر، ج:۱ ص:۲۹۵، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی، ج:۲ ص:۳۶۶، موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی ج:۲ ص:۱۷۰)

اے خدا! جو حق ہے اسے حق دکھادے اور مجھے اس کی اتباع نصیب کردے اور جو باطل اور بری باتیں ہیں اے اللہ! انہیں مجھے برا ہی دکھا اور مجھے اس سے بچنے کی توفیق بھی دے۔ بعض وقت آدمی باطل کو باطل تو سمجھتا ہے کہ ٹیڈیوں کے چکر میں مت پڑو، وہ جانتا تو ہے کہ وی سی آر، ویڈیو، ریڈیو، تصویریں رکھنا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور مرد وعورت کی مخلوط تعلیم اور اسی طرح سے غیر شرعی شادی

بیاہ میں دعوتیں اُڑانا حرام ہے، وہ یہ سب کچھ جانتا تو ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے لیکن توفیقِ اجتناب نہیں ہوتی یعنی ان گناہوں سے بچنے کی توفیق نہیں ہوتی، لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان مانو جنہوں نے ہمیں ایسی جامع دعا سکھادی ''اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا'' اے خدا! جس بات سے آپ خوش ہوتے ہیں، اس کا حق ہونا ہمیں بھی دکھا دیجئے اور اس پر عمل کی توفیق بھی نصیب فرما دیجئے، اپنی خوشی کے اعمال سے ہمارا بھی جی خوش کر کے اور ہمیں حق دکھا کر اس پر عمل نصیب فرما دیجئے بلکہ اس کو ہمارا رزق بنا دیجیے ''وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ'' یعنی رزق کی طرح اس کو ہمارا مقدر کر دیجئے، ہمیں اتباع کی روزی دے دیجئے، اس نیک عمل کی اتباع کا رزق دے دیجئے یعنی توفیق دے دیجئے۔

خدا نہ کرے کہ کسی بندے کا کوئی سانس اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ کے سائے میں گذرے چاہے وہ اللہ کو ناراض کر رہا ہو، چاہے خدائے تعالیٰ کی مخلوق پر ظلم کر کے اللہ کا غضب لے رہا ہو۔ تو اللہ کی ناراضگی سے بچنےکے لیے اس دعا کا دوسرا جملہ ہے ''وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا'' اور اے اللہ! جو باتیں آپ کو ناراض کرنے والی ہیں، آپ کے غضب اور قہر میں مبتلا کرنے والی ہیں، جو چیزیں باطل ہیں، جو خراب چیزیں ہیں ان کی برائی میری آنکھوں میں اور میرے دل میں ڈال دیجئے اور آنکھوں میں اور دل میں ڈالنے کی بات تو سمجھ میں آجاتی ہے کہ ہاں یہ کام خراب ہے، اس سے اللہ ناراض ہوتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ارے! اس سے میرا جی تو خوش ہوجائے گا۔ ظالمو! سوچو کس کو خوش کر رہے ہو اور کس کو ناراض کر رہے ہو؟

نفس وشیطان کو خوش کرنے کے لیے اللہ سے دوستی مت توڑو

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کو اللہ تعالیٰ نور

سے بھر دے، وہ ایسے وقت میں ایک شعر پڑھا کرتے تھے، جو اپنا جی خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں ان کے بارے میں حضرت ایک شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بقول دشمناں پیمانِ دوستاں بشکستی؟

ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

دشمنوں کے کہنے پر اپنے مالک اور دوست کے عہد کو تم نے توڑ دیا، نفس وشیطان دونوں دشمن ہیں، نفس دشمن وزیرِ داخلہ ہے اور شیطان وزیرِ خارجہ ہے، خارج والا یعنی باہر کا دشمن کم خطرناک ہوتا ہے اور داخل والا دشمن گھر کا بھیدی ہوتا ہے، کہتے ہیں نا کہ گھر کا بھیدی بڑا خطرناک ہوتا ہے تو شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ دشمن کے کہنے سے اپنے دوست یعنی اللہ کے پیمانِ دوستی کو کیوں توڑتے ہو ؎

بقول دشمناں پیمانِ دوستاں بشکستی؟

بندہ کے لیے وہ گھڑی بڑی منحوس ہے جب وہ اپنے مالک کو ناراض کرتا ہے، یہ نہایت غیر شریفانہ بات ہے، یہ انتہائی کمینگی ہے کہ ہم ایسے مالک کو ناراض کریں جس نے ہمارے لیے زمین بنائی، سورج بنایا، اگر اللہ سورج کو ختم کر دے، اگر سورج نہ نکلے تو غلّہ کیسے پیدا ہوگا؟ تب میں مالداروں سے کہوں گا کہ اب نوٹوں کی گڈیاں چبا کے دکھاؤ، اب دیکھو کہ معدہ میں کتنا خون بنتا ہے اور اس سے تمہاری کتنی کمزوری دور ہوتی ہے؟ اس لیے نوٹ کمانے والو! یہ نہ سمجھو کہ یہ میرے دست و بازو نے کمایا ہے، یہ سمجھو کہ یہ اللہ کی دین ہے:

﴿اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ﴾

[سورۃ الرعد، آیت:۲۶]

اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتے ہیں بڑھاتے ہیں اور جس کی چاہتے ہیں کم

کر دیتے ہیں تو یہ سوچو کہ اگر سورج نہ ہوتا تو غلّہ نہ پکتا، بادل نہ بنتے، بارش نہ ہوتی، یہ سب سمندر، پہاڑ، سورج، چاند، ستارے ہماری آپ کی پرورش میں لگے ہوئے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلدُّنیَا خُلِقَتْ لَکُمْ))

(شعب الایمان للبیہقی)

ساری دنیا زمین و آسمان، چاند ستارے، سورج، سمندر، پہاڑ، دریا، جانور، بکریاں، گائیں، بیل، بھینسیں، اونٹ یہ سب تمہاری پرورش کے لیے اللہ نے پیدا کیے ہیں۔ اگر سورج نہ ہوتو بادل نہیں برس سکتے، بارش نہیں ہوسکتی، کائنات کا ذرّہ ذرّہ ہماری آپ کی پرورش میں مصروف ہے، یہ ہمارے آپ کے خادم ہیں اور ہم اور آپ کس کے لیے ہیں؟ ''فَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ'' اور تم لوگ آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو، دنیا کی یہ ساری چیزیں یہ سب ہمارے خدام ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے خادم ہیں، ہم ان کے لیے بنائے گئے ہیں۔

نظر بچانے سے سنتِ صحابہ ادا ہونے پر ایک عجیب استدلال

لہٰذا اپنا جی خوش کرنے کے لیے کسی حسین چہرہ کو مت دیکھو چاہے ان کے بدن کتنے ہی نازک آبگینے جیسے ہوں چاہے ان کے لب کتنے ہی نازک ہوں۔ خوب سمجھ لو! یہ نازک موتیاں دراصل گوہرِ حق ہیں ؎

گوہرِ حق را بامرِ حق شکن

اللہ تعالیٰ کے موتی کو اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے توڑ دو، مگر اس طرح نہیں توڑو کہ انہیں ڈنڈے سے مارو، بس ان سے نظر بچالو، یہی توڑنا ہے، اپنا دل توڑو یہ نہیں کہ جو حسین سامنے نظر آیا اسے ڈنڈا لگانا شروع کر دو، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مطلب نہیں ہے، ذرا مثنوی کی شرح سمجھ لو۔ گوہرِ حق را یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے

موتی ہیں، یہ حسن انہوں نے ہی دیا ہے لیکن فرمارہے ہیں کہ حسن تو دیا ہے، موتی تو بکھرا دیئے ہیں مگر سوائے اپنی بیوی کے کسی اور پر نظر مت ڈالو، باقی سب سے نظر بچالو، نظر نیچی کرلو۔ اگر کوئی کہے کہ ہم کو اس کشمکش میں مبتلا کر کے کیا فائدہ ہوا، جب اللہ نے موتی بکھرادیئے اور دیکھنے سے بھی منع کردیا تو اس کشمکش سے فائدہ کیا ہوا؟ تو اصل میں بات یہ ہے کہ اس کشمکش سے قلب اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے، قلب پر زلزلے آجاتے ہیں اور صحابہ کی سنت ادا ہوجاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ ان کے دل سے میں نے جہاد میں اتنا کام لیا، اتنا مجاہدہ کرایا، اتنا خون بہایا ہے کہ ان کے قلب اُکھڑ کر حلق تک آ گئے:

﴿وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ﴾

[سورۃُ الاحزاب، آیت: ۱۰]

اور ان پر شدید زلزلہ طاری ہوگیا:

﴿وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا﴾

[سورۃُ الاحزاب، آیت: ۱۱]

تو جب نظر بچانے سے تمہارے دل پر زلزلہ طاری ہوگا تو اس شدید زلزلے سے صحابہ کرام کی یہ سنت ادا ہوجائے گی۔ نظر کی حفاظت سے جتنا مجاہدہ ہوگا، جتنا غم ہوگا اس سے پیٹرول بنے گا اور اس پیٹرول سے قوتِ پرواز عطا ہوگی کیونکہ حدیث پاک میں نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔

متقی لوگوں کی حیات بالطف ہوجاتی ہے

تو میں عرض کررہا تھا کہ اگر چین سے رہنا ہے تو گناہوں سے بچنا پڑے گا، اب لوگ کہتے ہیں کہ ملا دنیا چھڑاتا ہے، ملا ہمارے عیش کو چھینتا ہے، نہ جانے کس ملا کے پلے پڑ گئے ہیں، تو اختر نے تو جن ملاؤں کی جوتیاں اٹھائی

ہیں وہ تو یہی کہتے تھے کہ گناہ سے بچنے میں بڑا مزہ ہے، بڑا لطف ہے اور ہمارا مالک جن کے یہ ملا لوگ وکیل ہیں وہ مالک، وہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمارہے ہیں کہ:

﴿فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً﴾

[سورۃُ النحل، آیت:۹۷]

اگر تم ایمان لاؤ اور اعمالِ صالحہ کرو تو ہم تمہیں ضرور بالضرور لطف والی زندگی دیں گے۔ اب بتایئے کہ کس نے کہا کہ ملا بننے سے لطف ختم ہوجاتا ہے؟ دیکھو جس نے پیدا کیا ہے، وہ کیا فرمارہے ہیں؟ وہ قرآنِ پاک میں اعلان فرمارہے ہیں کہ اگر پریشانی کی زندگی خریدنا ہے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ، پھر جہاں جاؤ گے نافرمانیوں میں مبتلا ہوجاؤ گے کیونکہ:

﴿فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا﴾

[سورۂ طٰہٰ، آیت:۱۲۴]

ہم اس کی زندگی کو تلخ کردیں گے۔ میرے بال سفید ہوگئے لیکن آج تک مجھے ایک مثال بھی نہیں ملی کہ جس کو گناہوں کی عادت ہو وہ چین وسکون سے رہتا ہو۔

جب کوئی کہتا ہے کہ مجھے گناہوں کی عادت ہے تو میں فوراً سوال کرتا ہوں کہ یہ بتاؤ تم چین سے بھی ہو؟ مجھے اس وقت انتظار رہتا ہے کہ دیکھو یہ کیا کہے گا، کہیں یہ تو نہیں کہے گا کہ میں تو بڑی موج میں ہوں، تو مجھے اس کے جواب کا انتظار رہتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ اس کا کوئی دوسرا جواب دے دے یعنی میں بڑے سکون میں ہوں لیکن میرے بال سفید ہوگئے آج تک کسی سے یہ جواب نہیں سنا۔

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

یہ بات مسجد میں عرض کررہا ہوں کہ تمام روئے زمین پر جہاں جہاں

خدائے تعالیٰ نے سفر کی توفیق دی لوگوں نے اپنی روحانی بیماری بیان کیں، جوانوں نے، بڈھوں نے، ادھیڑ عمر والوں نے، میں نے ان سے یہی ایک سوال کیا کہ جن گناہوں کی عادت ہے یہ بتاؤ کہ ان سے چین ملتا ہے؟ سکون ملتا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ صاحب دوزخ کی سی زندگی ہے، عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوں۔ تب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات یاد آتی ہے کہ دیکھو غیر اللہ سے عشق مت کرنا کیونکہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ حکیم الامت کا یہ جملہ نوٹ کرلو، یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں کہ جس نے غیر اللہ سے دل لگایا تو وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوجائے گا اور جتنا زیادہ تمہیں اللہ سے تعلق ہوگا اتنا ہی قوی عذاب آئے گا۔ اب آپ کہیں گے کہ صاحب! اس سے تو معلوم ہوا کہ تعلق کم رکھنا چاہیے۔

دیکھو! اس کو میں ایک مثال سے بیان کرتا ہوں کہ ایک شخص درخت سے پھل حاصل کرنے کی امید پر اس کو پانی دیتا ہے تو کیا وہ بے وقوفی کرتا ہے؟ کیا اس کو کوئی یہ مشورہ دے سکتا ہے کہ درخت کو پانی مت دو، اس کو کھاد مت دو تا کہ جڑ گہری نہ ہوجائے، مضبوط نہ ہوجائے، زمین سے اس کا تعلق زیادہ قوی نہ ہوجائے، بلکہ ہر عقل مند کسان یہی کہتا ہے کہ ان درختوں سے پھل کھانا ہے، اس لیے اس کو اور کھاد دیتا ہوں تا کہ جڑ زمین کی گہرائی میں پہنچ جائے، تب ہم اس کا پھل کھائیں گے۔ تو اگر ایک شخص تقویٰ کا پھل کھانے کے لیے ایمان کے درخت میں پانی دیتا ہے تو وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بے وقوف نہیں ہے۔ تو اگر کوئی شخص درختوں کی گہری جڑیں اُکھاڑے تو جتنی گہری جڑ ہوگی اتنی ہی اس درخت سے آواز آئے گی، اتنی ہی اس درخت کو پریشانی ہوگی۔ تو ایسے ہی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، ڈاڑھی رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، اللہ والوں کی صحبت میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو ان لوگوں کے

مقابلہ میں گناہوں سے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے جو ہر وقت گناہوں میں اور غفلت میں رہتے ہیں، جو رات دن اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ دونوں کے گناہوں میں فرق ہوتا ہے۔ جو لوگ اللہ اللہ نہیں کرتے، غفلت میں ہیں، ان کے دل اندھیروں میں ہیں، وہ جتنا چاہے گناہ کرلیں ان کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

ذاکر گنہگار اور غافل گنہگار میں فرق

حکیم الامت مجد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذاکر گنہگار میں اور غافل گنہگار میں فرق یہ ہے کہ غافل کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اور جو خدا کو یاد کرتا ہے، اس سے جب خطا ہوتی ہے تو چونکہ دل میں نور تھا اس لیے نور بجھنے سے پریشانی ہوئی، جیسے لائٹ جانے سے پریشانی ہوتی ہے، اب وہ پاور ہاؤس ٹیلی فون کرتا ہے کہ میں بہت پریشان ہوں، بہت گرمی ہے، فریج بھی خراب ہے، پنکھے بھی بند ہیں، ارے جلدی سے روشنی بھیجو، میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں گا، آپ کو بہت دعائیں دوں گا۔ تو ایسے ہی جو بندہ اپنے دل میں نور رکھتا ہے اس کے گناہوں سے جب دل میں اندھیرا آتا ہے تو وہ پریشان ہوجاتا ہے، وہ فوراً وائرلیس کرتا ہے یعنی آہ و نالوں سے استغفار و توبہ سے اللہ سے رجوع کرتا ہے کہ میرے ربّا دل میں اندھیرا آگیا جلدی سے نور بھیج دیجیے، آپ کا شرمسار بندہ توبہ کررہا ہے، استغفار کررہا ہے اور جو دل میں بالکل نور نہیں رکھتا، اللہ کو یاد ہی نہیں کرتا، اندھیروں پر اندھیرا چڑھا رہا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے موٹر گیراج میں کام کرنے والے لڑکے کی پتلون پر روشنائی گرادو تو پتہ ہی نہیں چلے گا کیونکہ اس پر پہلے ہی تیل اور گریس کے بے شمار نشانات ہوتے ہیں۔ ایک مردے کو سو جوتے لگادو اور پھر اس کو

زبان دے دو تو وہ یہی کہے گا کہ ہمیں تو پتہ بھی نہیں چلا۔ تو گناہوں پر احساسِ ندامت نہ ہونا کوئی اچھی چیز نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ ہمیں تو پتہ بھی نہیں چلتا، ہمیں تو گناہوں سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی، یہ دل کے مردہ ہونے کی علامت ہے۔ شیطان کے جوتے کھوپڑی پر لگ رہے ہیں اور کسی کو احساس بھی نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا دل مردہ ہو رہا ہے، یہ بہت خطرناک حالت ہے۔

گناہوں سے بچنے کا پہلا نسخہ

اس لیے دوستو! اگر اللہ تعالیٰ کو زیادہ چاہتے ہو تو گناہ کا چھوڑنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ اب اس کے چند نسخے بھی سن لو تا کہ گناہ چھوڑنا آسان ہو جائے اور جلد توبہ نصیب ہو جائے۔ نمبر ایک، کم سے کم روزانہ ایک تسبیح ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'' کی پڑھیں۔ جب لَآ اِلٰہَ کہیے تو یہ مراقبہ کیجیے کہ غیر اللہ دل سے نکل رہا ہے اور ہماری لَآ اِلٰہَ عرش تک پہنچ رہی ہے اور جب اِلَّا اللہَ کہیے تو یہ مراقبہ کیجیے کہ دل میں اللہ کا نور آ رہا ہے۔ اب میں اسے احادیث سے ثابت کروں گا۔ یہ حدیث کا مضمون ہے کہ:

((لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللہِ))

(مشکاۃُ المصابیح، کتابُ الدعوات، باب ثواب التسبیح والتحمید، ص: ۲۰۲)

''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہَ'' آسمانوں کو کاٹتی ہوئی عرشِ اعظم تک چلی جاتی ہے اور وہاں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتی ہے۔ یہ مشکوٰہ شریف کی روایت ہے۔ جب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہَ'' پڑھیں تو دس پندرہ مرتبہ پڑھنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیجیے پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر دعا کر لیں کہ یا اللہ! اس کی برکت سے میرا ایمان ہرا بھرا کر دیں تازہ کر دیں کیونکہ حدیث میں ہے:

((جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ))

(مسند احمد)

''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' کے قول سے اپنا ایمان ہرا بھرا کرو۔

ستّر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی فضیلت

اگر کوئی زیادہ طاقتور ہے تو شیخ سے مشورہ کر کے روزانہ پانچ سو مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھنے کی اجازت ہے۔ روزانہ پانچ سو مرتبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' پڑھنے سے پانچ مہینے میں پچھتر ہزار مرتبہ ہوجائے گا پھر اس میں سے پانچ ہزار اسٹاک میں رکھ کر ستر ہزار کا ثواب کبھی اپنے ابا کو بخش دو، کبھی اماں کو بخش دو کیونکہ مشکوٰۃ کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص ستر ہزار ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' کا ثواب کسی کو بخشے گا تو بخشنے والا بھی بخشا جائے گا اور جس کو بخشے گا اس کو بھی بخش دیا جائے گا۔ ''غَفَرَ اللّٰہُ لِمَنْ قَالَ وَلِمَنْ قِیْلَ لَہٗ'' یعنی جو پڑھنے والا ہے وہ بھی بخشا جائے گا اور جس کو بخشے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ تو پانچ ماہ میں آپ کے ذکر سے ایک مردے کی مغفرت کا سامان ہوگیا۔ جس وقت یہ پارسل جاتا ہے دوستو! ماں باپ خوشی کے مارے وجد میں آجاتے ہیں کہ آہ! میرے بیٹے نے آج مجھے اتنا بڑا پارسل بھیجا ہے۔ تو آپ کے ذکر نے آپ کو خدا والا بھی بنایا اور آپ کے مردوں کی مغفرت کا سامان بھی بنایا، قلب میں نور بھی عطا ہوا اور اللہ سے ملاقات بھی ہوئی کیونکہ آسمانوں کو پار کر کے ہمارا ذکر اللہ سے ملاقات کرتا ہے۔ تو اگر پانچ سو نہ ہوسکے تو تین ہی سو پڑھ لو، اگر وہ بھی نہ ہوسکے تو ایک ہی تسبیح پڑھ لو۔ آج کل ضعف کا زمانہ ہے اس لئے میں یہی مشورہ دیتا ہوں کہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' کی ایک ہی تسبیح پڑھو۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو سو مرتبہ روزانہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' پڑھے گا اس کا چہرہ قیامت کے دن چاند کی طرح روشن ہوگا۔ اس کی شرح اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ جب وہ سو مرتبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نور والے اعمال کی توفیق دے گا اور

اندھیرے والے اعمال سے بچائے گا یعنی نیکیوں کی توفیق دے گا اور گناہوں سے بچائے گا اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن کردے گا۔ مرنے کے بعد پتہ چلے گا کہ وقت کی کیا قیمت ہے۔ تو ایک نسخہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ'' کے ذکر کا ہوگیا، اس کے علاوہ استغفار، درود شریف اور اللہ اللہ کی ایک ایک تسبیح پڑھ لو اور ایک پاؤ سپارے کی تلاوت کرلو۔

گناہوں سے بچنے کا دوسرا نسخہ

دوسرا نسخہ یہ ہے کہ صالحین بندوں یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہا کیجئے، اللہ والوں سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ کی صحبت کے لیے بایزید بسطامی اور خواجہ نظام الدین اولیاء آئیں گے بلکہ آپ کے محلے میں جو تربیت یافتہ عالم دین یا اللہ والوں کے خادموں میں سے کوئی ہو تو جب موقع ملے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ لیکن نفع اس سے ہوگا جس سے آپ کو حسنِ ظن ہو، جس کا روحانی بلڈ گروپ آپ کو راس آرہا ہو، جیسے ڈاکٹر سے پوچھتے ہو کہ فلاں کا خون میرے خون کے گروپ سے مل رہا ہے یا نہیں، ایسا نہ ہو کہ کسی ایسے کا خون چڑھوا لو جس کا گروپ نہ ملتا ہو، تو حالت اور بگڑ جائے گی۔ اسی طرح جس شیخ سے مناسبت نہ ہو اس سے تعلق کرنے سے ایسا ہی نقصان ہوگا کہ وہ موت سے ایسا ڈرائے گا، ایسی ناامیدی دلائے گا کہ بستر پر ہی لیٹے رہو گے، بیوی سے کہو گے کہ آج تو بس قبر یاد آرہی ہے، قیامت کے خوف سے میں مرا پڑا ہوا ہوں۔ وہ جیتے جی قبر میں پہنچا دے گا لہٰذا اتنا موت کو یاد کرنے کا حکم نہیں ہے۔

موت کا مراقبہ ہر ایک کے لیے مفید نہیں ہے

یاد رکھو! جس کا نفس موٹا ہے، دل بہت مضبوط ہے اس کو تو موت کے مراقبہ کا ہتھوڑا مارا جائے گا اور جو پہلے ہی مرا ہوا ہے، اس کو کیا مارو گے، کمزور

دل والوں کے لیے یہ مراقبہ نہیں ہے۔ اس کو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید دلائی جائے گی، کمزور دل والا یہی مراقبہ کرلے کہ اس زندگی کا ہمیشہ والی زندگی سے مصافحہ ہونے والا ہے۔ لیجئے! موت کا ذکر بھی نہیں آیا اور موت کی اور موت کے بعد آنے والی زندگی کی تیاری کا شوق بھی پیدا ہوگیا۔ لہٰذا اس کو یہی کہیں گے کہ یہ عارضی حیات ایک دائمی حیات سے مصافحہ کرنے والی ہے۔ بولیے صاحب! اس میں موت کا نام آیا؟ اس میں کہیں آخرت کا خوف دِلایا گیا؟ موت کی اور آخرت کی تیاری کے لیے تیار تو کرایا گیا مگر موت کا نام نہیں آنے دیا گیا۔ تو کمزور دل والوں کے لیے یہ ہی نسخہ ہے اور اس پردیس والی حیات سے دائمی وطن والی حیات کو سنوارنا ہے، یہاں کی فکروں کے ساتھ آٹا، دال، نمک، تیل اور لکڑی کی فکر رکھتے ہوئے وہاں کی تیاری کا بھی کام کرنا ہے۔ تو دو نسخے ہوگئے، نمبر ایک ذکر اللہ کا اہتمام، نمبر دو اہل اللہ کی صحبت۔

گناہوں سے بچنے کا تیسرا نسخہ

تیسرا نسخہ یہ ہے کہ جو چیزیں ہمارے گناہوں کے تقاضوں کو شدید کرنے والی ہیں، بدپرہیزی کے جراثیم کو سرکش بنانے والی ہیں ان سے دور رہو۔ اگر ڈاکٹر نے کباب سے پرہیز بتایا ہے کہ دیکھو تمہیں پیچش لگی ہے، تمہیں کباب سے دور رہنا پڑے گا ورنہ بدپرہیزی کی لگام ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا شریعت نے جن باتوں کو حرام فرمایا ہے ان سے دور رہو، ان دوستوں سے بھی دور رہو جو کہیں کہ ارے یار چلو دیکھو آج کون سی فلم لگی ہوئی ہے یا یہ کہیں کہ یار ہمارے یہاں ٹی وی ہے چلو کیا ملا بنے ہوئے ہو بعد میں توبہ کرلینا آج دیکھو تو سہی کہ کیا مزہ ہے، تو ایسے لوگوں سے بھی دور رہو ورنہ مروڑے غضب کے لگیں گے جیسے پیچش میں کباب کھانے سے کئی بار لوٹا لے کر جانا پڑے گا، اب کتنا ہی

توبہ کرلو کہ اب نہیں کھائیں گے کباب، مگر بار بار پیچش کرنے کے لیے بیت الخلاء کے چکر تو لگانے پڑیں گے اور کئی دن تک زخم کی تکلیف جھیلنا پڑے گی۔ اسی طرح گناہ کرنے سے دل بے چین ہو جائے گا۔

اس لیے ان شاء اللہ تین باتوں پر عمل کا اہتمام کرلیجئے۔ نمبر ایک ذکر اللہ کا اہتمام، نمبر دو اہل اللہ کی صحبت میں رہنے کا اہتمام اور نمبر تین گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس سے ان شاء اللہ اعصابی تناؤ بھی کم ہو جائے گا۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر تماشا دیکھنا چاہتے ہو کہ اطمینان والی قوم کون سی ہے اور پریشان لوگ کون ہیں تو کچھ دن بادشاہوں کے پاس رہ لو، کچھ دن بڑے بڑے مالداروں کے پاس رہ لو، کچھ دن سینما اور ٹی وی اور ٹیڈیوں کی رنگین رومانی دنیا والوں کے ساتھ رہ لو اور کچھ دن کسی اللہ والے کے ساتھ بھی رہ لو، ان شاء اللہ آپ کا دل خود فیصلہ کرلے گا کہ جو سکون اور جو لذت ان بزرگوں کے پاس ہے، ان اللہ والوں کے پاس ہے، ان اللہ اللہ کرنے والوں کے پاس ہے وہ سکون دنیا میں کہیں نہیں ہے۔

تو یہ تین باتیں عرض کردیں، ان کا اہتمام شروع کردیجئے اور دل سے ایمان لائیے کہ سکون کہیں نہیں ہے سوائے اللہ کو راضی کرنے میں اور شیطان لاکھ قسمیں کھائے، نفس لاکھ کہے، دنیا لاکھ کہے کہ نہیں میاں کوئی بات نہیں ایک دم مولانا نہ بن جاؤ بلکہ آہستہ آہستہ دیکھا جائے گا، ابھی تو تم جوان ہو کچھ تو کھیل کو دلو، کچھ تو گل چھرے اڑالو، تو یہ چھرے بندوق کے ہیں گل کے نہیں ہیں۔ گل چھرے میں دو لفظ ہیں گل اور چھرے، تو یہ گناہ گلوں کے چھرے نہیں ہیں، یہ پھولوں کے چھرے تو مساجد اور خانقاہیں ہیں، اہل اللہ کی صحبتیں ہیں، شیطان جن کو گل چھرے کہہ رہا ہے یعنی سینما اور ٹیڈیوں کو یہ گل چھرے نہیں ہیں یہ بندوق کے چھرے ہیں جو جسم میں گھس کر پھیل جاتے ہیں پھر بلا آپریشن نہیں

نکلتے۔

اب دعا کیجئے کہ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ'' یا اللہ! اپنی رحمت سے ہم سب کو جو کچھ عرض کیا گیا ہے اسے قبول فرمالے، سب سے زیادہ محتاج یہ واعظ ہے، یہ سنانے والا ہے، اے اللہ! سنانے والے کو اور سننے والوں کو سب کو قبول فرمالے۔ یا اللہ! اپنی رحمت کے صدقہ میں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اور ہمارے ان مشائخ کی برکت سے جن کی صحبتوں اٹھانے کی آپ نے اختر کو توفیق بخشی ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرما، شیطانی اور نفسانی اور گمراہی کی زندگی سے نجات نصیب فرما۔ یا اللہ! اپنے نام سے سکون اور ٹھنڈک عطا فرما، اپنی نافرمانی اور غضب کے اعمال سے دوری نصیب فرما اور اپنی رحمت سے استقامت نصیب فرما اور ہمارے دل کو اپنے لیے منتخب فرما۔ اے اللہ! اپنے فضل سے ہم سب کو جذب فرما کر دین پر استقامت نصیب فرما، ایمان پر خاتمہ نصیب فرما، دنیا میں عافیت سے رہنا نصیب فرما، سلامتی اعضائے، سلامتی ایمان کے ساتھ زندہ رکھئے، سلامتی اعضاء سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھایئے اور قیامت کے دن اور جنت میں ہمارے بزرگوں کا ساتھ نصیب فرمایئے، آمین۔

کہاں ملتا ہے فرزانوں میں دردِ عشقِ پنہانی

یہ میری چاک دامانی مری آہ بیابانی
سبب اس کا ہے میرے درد کے دریا میں طغیانی

محبت کے سمندر میں جو آجاتی ہے طغیانی
تو پھر ہر موجِ الفت میں ہوا کرتی ہے جولانی

سمجھنا مت کہ دیوانوں میں ہے کوئی پریشانی
خدا کے عاشقوں میں عشق سے ہے کیفِ لاثانی

نہیں جس آب و گل میں دردِ عشقِ حق کی تابانی
وہ انساں ہے کہاں لیکن فقط ہے خاکِ انسانی

نہ دیکھو عاشقوں کی دوستو بے ساز و سامانی
کہ دل میں عشق کا رکھتے ہیں اپنے ملک لاثانی

لیے بیٹھے ہیں اپنے درد دل کا باغِ پنہانی
یہ سلطاں ہیں مگر اے دوستو بے تاج سلطانی

مری اک آہ سے ظاہر ہیں سب اَسرار پنہانی
مگر ہے دردِ دل کی دوستو تمہید طولانی

اگر مرتے نہ ان فانی بتوں کے حسن فانی پر
تو اپنی زندگی پر تم نہ کہتے وائے نادانی

جو دیوانوں میں ہے اخترؔ محبت کی فراوانی
کہاں ملتا ہے فرزانوں میں دردِ عشق پنہانی